بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا،

أَمَّا بَعْدُ:

13-شرح العقيدة الواسطية

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ، اور ہم پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: ”من غير تحريف ولا تعطيل“۔

تحریف کے تعلق سے پچھلے درس میں ہم نے بات کی ہے اور آج کی نشست میں تعطیل کے تعلق سے چند اہم باتیں کرتے ہیں۔

اور ہم بات کررہے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے بیان کررہے ہیں اور یہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے یہ ہے کہ ہر وہ نام اور ہر وہ صفت جو قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہے اُن سب پر ہمارا ایمان ہے ان چار شرطوں کے ساتھ ”من غير تحريف، من غير تعطيل، من غير تكييف، ومن غير تمثيل“۔ تحریف کی بات ہم کرچکے ہیں آج کی نشست میں تعطیل پر بات کرتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ فرماتے ہیں، تعطیل جو ہے اس کا معنی ہے تخلیۃ کا ''التخلية والترك''جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ﴾(الحج:45)اِلی آخرالآیۃ،'' أي: مخلاة متروكة''۔

تعطیل کا جو لفظی معنی ہے وہ اس لفظ سے آیا ہے ''التخلية والترك''(یعنی بے کار، خالی چھوڑ دینا کسی چیز کو) ﴿وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ﴾ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یعنی بے کار، خالی چھوڑا ہوا کنواں)۔ یہ ترجمہ ان الفاظوں سے ہوتا ہے تقریباً کیونکہ جس کنویں میں پانی نہ ہو اور وہ خالی ہو جائے پھر اس کنویں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی اور اس کو ترک کر دیا جاتا ہے چھوڑ دیا جاتا ہے، تو اصل تعطیل کا لفظ یہاں سے آیا ہے۔

اور اصطلاح میں یعنی جب ہم بات کرتے ہیں تعطیل کی اسماء وصفات کے باب میں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اسماء وصفات کو ثابت کیا ہے اُن کا انکار کرنا، اسماء وصفات کے باب میں تعطیل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات جو ثابت ہیں قرآن اور صحیح حدیث میں اُن کا انکار کرنا چاہے کلی طور پر یا جزوی طور پر اور چاہے وہ تحریف سے ہو یا اُن کا مکمل انکار کر کے جحود سے ہو ان سب کو تعطیل کہا جاتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ فرق کیا ہے دونوں تعطیل اور تحریف میں؟ تحریف جو ہے دلیل کے تعلق سے ہوتی ہے اور تعطیل مدلول کے تعلق سے ہے۔

کیا مطلب ہے اس کا؟ مثال کے طور جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿بَلۡ يَدَاهُ مَبۡسُوطَتَانِ﴾(المائدۃ:64) (بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں)۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طاقت ہے تو دلیل میں تحریف کی گئی ہے۔ دلیل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں؟ ﴿بَلۡ يَدَاهُ مَبۡسُوطَتَانِ﴾ یہ آیت ہے۔ کوئی شخص کہے ہاتھ سے مراد یہاں پر اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت ہے تو اس سے کیا کیا؟ دلیل میں تحریف کی ہے اور جو صحیح مراد ہے ہاتھ سے جو حقیقی ہاتھ معنی مراد ہے اس کی تعطیل کی ہے (کیونکہ ہاتھ سے کیا مراد ہے؟ جو حقیقی ہاتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے)۔ جب صحیح معنی سے ہٹ کر کوئی اور معنی بیان کیا ہے تو اس میں تعطیل کی ہے کیونکہ صحیح معنی کو چھوڑ دیا ہے۔

ابھی میں نے کہا ہے کہ بے کار چھوڑ دینا کسی چیز کو تعطیل کا معنی پایا جاتا ہے جب صحیح معنی کو آپ چھوڑ دیتے ہیں تعطیل ہوا کہ نہ؟ تحریف کس اعتبار سے ہے؟ جو اصل دلیل تھی اس کو آپ نے تحریف کر کے اس کی صحیح دلالت سے ہٹا کر کوئی اور معنی دے دیا ہے۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے "کہ میں یہ نہیں جانتا کہ ہاتھ کا معنی کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں معنی کو جو حقیقی ہاتھ ہے اس کو بھی ثابت نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی یہ جو تحریف شدہ معنی ہے کہ طاقت اور قدرت اس کو بھی نہیں مانتا ہوں میں، میں کوئی درمیان کا راستہ نکالتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہاتھ کا معنی کیا ہے" اس نے کیا کیا ہے تحریف کی ہے یا تعطیل کی ہے؟ تعطیل کی ہے۔اُس نے صحیح معنی کو چھوڑا ہے صحیح معنی کو دوسرا کوئی اور معنی نہیں دیا، معنی کی تحریف نہیں کی لیکن تعطیل کی ہے کہ نہیں؟ تعطیل کی ہے۔

اس لیے ایک قاعدہ بنتا ہے "ہر تحریف کرنے والا تعطیل کرنے والا ہوتا ہے لیکن ہر تعطیل کرنے والا تحریف کرنے والا نہیں ہوتا"۔ یہ قاعدہ ہے، اور اہل سنت والجماعت جو ہیں دونوں طریقوں سے بَری ہیں، تعطیل کے طریقے سے بھی بَری ہیں اور تحریف کے طریقے سے بھی بَری ہیں۔

تعطیل کے دو طریقے بیان ہوئے ہیں: ایک یہ طریقہ ہے کہ صحیح معنی سے ہٹ کر کوئی اور معنی جب بیان ہوتا ہے تحریف کے ساتھ یعنی تحریف کے ساتھ تعطیل بھی لازم آتی ہے کیونکہ تحریف کرتے ہیں تعطیل تو اصل معنی کی کر دی ہے اور تعطیل بغیر تحریف کے بھی ہوتی ہے تفویض سے۔

تفویض سے کیا مراد ہے؟ کہ لفظ کا معنی ہم نہیں جانتے کیا ہے اور "أفوض المعنى إلى الله" اسے تفویض کہتے ہیں۔ جیسے "أفوض الأمر إلى الله" (میں اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں) تو یہاں سے لفظ آیا ہے تفویض کا کہ جو معنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں ہم (یعنی ہمیں پتہ ہی نہیں معنی کیا ہے)۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ کر دیا ہے اور ہم کیونکہ بیچ والے ہیں میانہ روی اختیار کی ہے اور ہم جو ہیں تحریف سے بھی بچ گئے ہیں اور جو تحریف کر لے ہیں جو اعتراض کرتے ہیں کہ تشبیہ لازم آتی ہے اس لیے معنی بیان کرنے سے صحیح ہاتھ جو ہے حقیقی ہاتھ تو اس سے بچ گئے ہیں تو ہم اہل تفویض ہیں اور ہم بیچ کا راستہ اختیار کر کے بچ گئے ہیں۔

کیا بات درست ہے ان کی ؟ بالکل نہیں ! کیوں ؟ کیونکہ اگر صحیح معنی سے آپ انکار کر دیتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے اسماء صفات کے باب میں اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دو تہائی قرآن مجید کا جو ہے وہ غیر معلوم المعنی ہے۔

یعنی قرآن مجید میں آپ دیکھیں تقریباً اکثر آیات کا اختتام اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے ہوتا ہے، اگر آپ کہیں گے ہم جانتے ہی نہیں معنی کیا ہیں ، دیکھیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ:1-4) اسماء و صفات ہیں ، ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾، ان سب میں اسماء و صفات ہیں اگر آپ کہیں میں جانتا ہی نہیں ہوں الرحمٰن الرحیم کا معنی کیا ہے تو سورۃ الفاتحہ کو پھر جانا کیا ہے ؟! سمجھ کیا آئی آپ کو آدھی سورۃ تو آپ نے کہا مجھے پتہ ہی نہیں معنی کیا ہے ؟! تو باقی آدھی جس کے معنی کو آپ کو پتہ ہے اُس پر آپ عمل کیسے کریں گے اس کا پھر آپ کے دل پر کیا اثر ہو گا اُس کا فائدہ کیا ہو گا آپ کی زندگی میں ؟!

تو آیئے دیکھیں بڑی پیاری بات شیخ صاحب فرماتے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں، جو اہل تفویض ہیں وہ معنی کی تفویض کرتے ہیں اور اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور جو اہل سنت والجماعت ہیں وہ تحریف کے طریقے سے بھی بَری ہیں، تعطیل کے طریقے سے بھی بَری ہیں اور اس تفویض اہل تفویض کے طریقے سے بھی بَری ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھتے ہیں ﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾ شیخ صاحب فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ حقیقی ہاتھ ہیں اور یہ دونوں ہاتھ جو ہیں ان سے مراد طاقت اور قدرت نہیں ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ جو ہے دونوں تحریف اور تعطیل سے بَری ہے۔

اور اس سے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ ان لوگوں کی گمراہی اور جھوٹ بھی واضح ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سلف کا طریقہ تفویض کا طریقہ ہے، یہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں اگر جہالت کی بنیاد پر یہ بات کرتے ہیں کہ سلف کا جو طریقہ ہے وہ تفویض کا ہے اور جھوٹے ہیں انہوں نے اگر جان بوجھ کر یہ بات کی ہے، اور جو لغت اہل حجاز ہیں وہ دونوں اعتبار سے یعنی جھوٹے بھی ہیں اور گمراہ بھی ہیں اگر اُن لوگوں نے اس طریقے سے بات کی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب تفویض کا ہے کیونکہ وہ غلطی پر ہیں چاہت جان بوجھ کر انہوں نے کہا ہو یا انجانے میں کہا ہو، یا جہالت کی بنیاد پر کہا کچھ بھی ہو تو بہت بڑے مغالطے میں ہیں اور ان سے بڑی خطاء ہوئی ہے اس معاملے میں کیونکہ اہل سنت والجماعت کا جو مذہب ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے معنی کو ثابت کرنا ہے اور اس کی حقیقت اور کیفیت کی تفویض کرنی ہے (حقیقت کیفیت اللہ بہتر جانتا ہے)۔

تفویض کی ہے معنی کی نہیں کی ہے اگر معنی کو ہم کہتے ہیں کہ معنی کی تفویض کی ہے تو پھر میں نے ابھی یہ عرض کی ہے کہ قرآن مجید کا بہت سارا حصہ جو ہے وہ بغیر معنی سمجھا جائے گا جو کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے منافی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے سب سے عظیم کتاب نازل کی ہے جو تمام سابقہ کتابوں کی ناسخ کتاب ہے اور اس میں اکثر الفاظوں میں جو ہے اُن کا معنی غیر معروف ہے تو اس کتاب کا فائدہ ہی کیا ہے ؟! اس لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب جو ہے وہ معنی کو ثابت کرنے کے بعد کیفیت کی تفویض کرنا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ تو ہیں ہم مانتے ہیں ہاتھ کا معنی کیا ہے (ہاتھ کیا ہے ؟ جس سے پکڑا جائے، یا جس سے مارا جاتا ہے اسے ہاتھ کہتے ہیں)۔ کیسا ہاتھ ہے کیا کہتے ہیں ؟ "اللہ أعلم"۔ اللہ أعلم سے کیا مراد ہے ؟ کہ اللہ بہتر جانتا ہے کیفیت کیا ہے اسے کہتے ہیں تفویض۔

تفویض تو ہم نے کی ہے لیکن کس چیز کی کی ہے معنی کی یا کیفیت کی ؟ دونوں میں فرق ہے کہ نہیں ہے ؟ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ معنی کی تفویض کیوں نہیں کی ہے ؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثابت ہے دلیل موجود ہے لیکن کیفیت کیسی ہے اس کی دلیل کیا ہے ؟ کیفیت کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں کیا یہ بھی فرمایا ہے کیسے ہاتھ ہیں ؟ یہ نہیں فرمایا ہے۔

اس لیے ہم جو ہیں دلیل کے ساتھ رُک جاتے ہیں جہاں پر دلیل ہے وہاں پر بات کرتے ہیں، جہاں پر دلیل نہیں ہے وہاں پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اور پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ تفویض کا قول جو ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں"من شر أقوال أهل البدع والإلحاد!"(یہ سب سے زیادہ شدید اور شَر ہے اہل بدعت اور الحاد کے قول میں سے (سبحان اللہ))۔

یعنی اہل تعطیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے اہل تحریف سے بھی زیادہ خطرناک ہے، عجب بات ہے! اہل التفویض جن کو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ سب سے صحیح طریقہ ہے سب سے بہترین طریقہ ہے اور بعض لوگوں کا یہ منہج بن چکا ہے جیسا کہ أشاعرہ، ماتریدیہ ہیں جو تفویض سے بھی کام لیتے ہیں کہتے ہیں معنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، یا تو تاویل کرو اگر تاویل نہیں ہو سکتی تو پھر معنی تفویض کرو۔

اصل اُن کا مسئلہ کیا ہے کہ اگر معنی کو صحیح مانتے ہیں تو پھر اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے تو معنی کو ماننا نہیں چاہتے کیونکہ اُن کے دماغ میں دل میں غلط بات بیٹھ گئی ہے کہ اگر صحیح معنی کو مانتے ہیں تو تشبیہ لازم آتی ہے۔ تشبیہ کی آگے بات ہو گی ان شاءاللہ کہ اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے پیارے انداز میں نفی کی ہے اس کی کہ سب سے کم ترین عقل والا سوچ ہی نہیں سکتا کہ تمثیل تشبیہ کا امکان بھی ہے! ذرّہ برابر امکان بھی نہیں ہو سکتا۔

اب اگر انکار براہ راست کرتے تو بچتا کیا ہے؟! تو اس لیے وہ براہ راست سے بچنے کے لیے ان کے حیلے ہیں کبھی تاویل کا نام، کبھی تفویض کا نام۔ لیکن اب بات کس چیز کی ہو رہی ہے؟ تفویض کی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے بدترین طریقہ جو ہے وہ اہل التعطیل کا ہے أہل البدع والإلحاد میں سے سب سے بدترین قول جو ہے وہ اہل التفویض کا ہے، وہ کیسے اب ذرا غور سے سنیں:

شیخ صاحب (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) فرماتے ہیں، جب کوئی شخص تفویض کے بارے میں سنتا ہے تو وہ کہے گا یہ تو اچھی بات ہے یہ دونوں کے طریقے سے زیادہ بہتر طریقہ ہے اور اس میں سلامتی کا راستہ ہے کہ میں مذہب سلف کے بارے میں بھی نہیں بات کرتا اور اہل تاویل سے بھی بچ جاتا ہوں اُن کی بات بھی نہیں کرتا میں دونوں کے بیچ کا راستہ اختیار کرتا ہوں اور میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہم نہیں جانتے کہ ان صفات کا معنی کیا ہے۔

اور جب شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں"هذا من شر أقوال أهل البدع والإلحاد"، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وصدق رحمه الله" (سچ کہا رحمہ اللہ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے)، کیونکہ اگر آپ تھوڑا سا غور و فکر کریں ان

کے (اہل تفویض) طریقے پر تو آپ کو واضح نظر آئے گا کہ قرآن مجید کی تکذیب ہے اور اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیل ہے (نعوذ باللہ) اور فلاسفہ کو ایک بہترین موقع ہے کہ زبان درازی کریں قرآن مجید پر۔

تو یہ تین بہت بڑے خطرناک معاملے ہیں تفویض میں کون سے ہیں؟ ''وإذا تأملته وجدته تكذيباً للقرآن، وتجهيلاً للرسول صلى الله عليه وسلم، واستطالة للفلاسفة''۔

1-قرآن مجید کی تکذیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "الرحمٰن الرحیم ہے"، کہتے ہیں الرحمٰن الرحیم نہیں ہے۔ یعنی ان کی اس تعطیل سے یہی معنی لازم آتا ہے کہ نہیں جب کہتے ہیں معنی کا پتہ ہی نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "الرحمٰن الرحیم" معنی کیا ہے؟ کہتے ہیں پتہ نہیں کیا معنی ہے۔ تکذیب ہے قرآن مجید کی کہ نہیں؟

2-اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا انہوں نے اپنی احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے اللہ کی رحمت کا (مثال کے طور پر) ''يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ'' دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت سے آپ دعا مانگ رہے ہیں وسیلہ بنا کر اگر معنی کا پتہ نہیں ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہیں جانتے تھے کہ کیا معنی ہے اور بیان بھی نہیں کر سکے کیا جب کہ حدیث موجود ہے؟!

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب بھی ہے اور ساتھ ساتھ تجہیل بھی ہے (نعوذ باللہ)۔ اگر اُن کی بات کو مان لیا جائے تو ایک تو قرآن مجید کی تکذیب ہو گئی، دوسری بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہیں بیان کر سکے کہ اس کا معنی کیا ہے! (نعوذ باللہ)۔

3-اور پھر جو فلاسفہ ہیں (اہل فلسفہ ہیں) اُن کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید پر زبان درازی کریں اور کہیں دیکھیں اس کا معنی یہ تو مسلمان ہی خود کہتے ہیں کہ معنی نہیں جانتے ہم۔

جس کتاب کے الفاظ بے معنی ہوں پھر اس کتاب کی کیا باقی حیثیت رہ جاتی ہے؟!

تکذیب القرآن کس طریقے سے ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ﴾ (النحل:89)، اور کیسا بیان ہے جب کہ ایسے بھی الفاظ اور کلمات موجود ہیں جن کا معنی ہم جانتے ہی نہیں ہیں؟ اور (شیخ صاحب فرماتے ہیں) سب سے زیادہ جو الفاظ بیان

ہوئے ہیں قرآن مجید میں وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے ہیں اگر ہم معنی نہیں جانتے تو کیا قرآن مجید ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ باقی رہتا ہے؟"أين البيان؟" (پھر بیان کہاں ہے؟)تو تکذیب ہے اس اعتبار سے قرآن مجید کی۔

اور پھر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قرآن مجید کا معنی نہیں جانتے تھے اسماء وصفات کے تعلق سے،اور اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معنی نہیں جانتے تھے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ من باب اولیٰ کوئی نہیں جانتا (سبحان اللہ)!

اور اس سے زیادہ عجب بات یہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے تعلق سے باتیں تو فرماتے ہیں لیکن معنی نہیں جانتے،اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" رَبُّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ"،اور اگر پوچھا جائے کہ معنی کیا ہے؟تو فرماتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں (مثال کے طور پر)۔

اور اسی طریقے سے"يَنْزِلُ رَبُّنَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا" (کہ اللہ تعالیٰ السماء الدنیا پر نازل ہوتے ہیں)،اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معنی کیا ہے"يَنْزِلُ"کا تو ان کے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب کیا ہونا چاہیے؟"لا أدري"میں نہیں جانتا ہوں کیا ہے۔

اور اسی طریقے سے آپ اس پر قیاس کرتے جائیں اور دیکھیں کس طریقے سے اس ایک تفویض کے لفظ سے کتنا خطرناک معنی لازم آتا ہے!

قرآن مجید کی تکذیب ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ تو پھر ہوا نا،کہاں ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ جب کہ ﴿لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ تو دور کی بات ہے اب اللہ تعالیٰ نے اپنے جو الفاظ ہیں جو کلمات ہیں قرآن مجید میں وہ بیان نہ کر سکے کیونکہ معنی کا پتہ ہی نہیں ہے!اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ اُن کو پتہ ہی نہیں معنی کیا ہے قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سناتے ہیں جن میں اسماء وصفات کا ذکر ہے معنی پوچھیں تو پتہ نہیں ہے!اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے کیا مطلب

ہے؟ پتہ نہیں ہے! اللہ تعالیٰ نازل ہوتے ہیں ساتویں آسمان پر رات کے آخر پہر میں کیا معنی ہے؟ پتہ نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔

تو یہ اِن کی باتوں سے لازم آتا ہے سارا!

اور پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور کیا اس سے بڑھ کر کوئی قدح ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں تا کہ لوگوں کو کھول کھول کر مسائل بیان کریں دین کے لیکن آیات الصفات کا معنی جانتے نہیں ہیں اور احادیث الصفات کا معنی جانتے ہی نہیں ہیں؟! یعنی نعوذ باللہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا اُن کو علم ہی نہیں ہے!

تو یہ دو چیزیں ہیں قرآن مجید کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیل (نعوذ باللہ)۔

تیسری بات کہ یہ زنادقہ جو ہیں اور فلاسفہ جو ہیں اِن کے لیے دروازہ کھول دینا کہ وہ زبان درازی کریں، وہ کہتے ہیں "کہ تم تو جانتے کچھ نہیں ہو ہم جانتے ہیں"، اور قرآن مجید کی تفسیر اپنی مرضی سے کرتے گئے کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں "کہ جب تم کہتے ہو سلف کا طریقہ غلط ہے اور پھر اہل التعطیل کا طریقہ بھی غلط ہے تو قرآن کو سمجھنا تو چاہیے نا پھر تفسیر کہاں سے لیں گے آپ ہم بتاتے ہیں تفسیر کیا ہوتی ہے"۔

تو کہاں سے تفسیر بیان کی؟ اپنی مرضی سے جو پھر اُن کو سمجھ آئی اُس طریقے سے تفسیر کرتے گئے کیونکہ اُن کی وجہ کیا ہے بات کرنے کی؟ یا وہ کیا سبب پیش کرتے ہیں آرگیومنٹ (Argument) کیا ہے اُن کا؟

وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے نصوص کو بے معنی چھوڑنے سے بہتر ہے کہ ہم کوئی معنی بیان کریں، دیکھیں یا تو پھر اُمی ہے کچھ پتہ نہیں ہے قرآن مجید کی موجودگی میں بھی ہم اُمی رہیں کچھ پتہ بھی ہمیں نہ ہو ایک تو یہ طریقہ ہے جو تم سمجھتے ہو اہل التفویض کیونکہ تمہارے نزدیک باقی طریقے تو غلط ہیں، تم کہتے ہو ہمارا سب سے اچھا طریقہ ہے اور تمہاری اس تفویض کی وجہ سے کئی لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہوئے کئی دھوکے کا شکار بھی ہو گئے ہیں اگر تم لوگوں کی بات بھی مان لی جائے تو پھر پتہ بھی ہے پھر اُمی رہو قرآن کو سمجھو ہی نہیں تو کیا بہتر نہیں ہے کہ کوئی ایسا معنی ہو جو نہ سلف کی تفسیر ہو اور نہ ہی اہل التعطیل کی تفسیر ہو اور نہ ہی تمہاری تفویض کی تفسیر ہو؟

تو باقی کیا بچہ ہے ؟ ہم عقلمند ہیں اہل منطق ہیں فلسفے والے ہیں ہم تمہیں تفسیر دیتے ہیں اور یہ تمہیں لینی پڑے گی پھر (سبحان اللہ)۔ دیکھیں شَر کے کتنے دروازے کھلے ہیں !

اور ان کے اس آرگیومنٹ (Argument) کا جواب اہل التفویض دے سکتے ہیں ؟ وہ بھی نہیں دے سکتے نا کیونکہ شَر کا دروازہ انہوں نے کھولا ہے اُن کے لیے ! یہ زبان درازی جو بھی وہ کر رہے ہیں قرآن مجید کے معنی اور تفسیر کے تعلق سے اُن کو موقع کس نے دیا؟ اہل التفویض نے دیا ہے کیونکہ وہ یہی کہیں گے کہ ہم تو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے اس سے اسماء وصفات کے باب میں (اہل التفویض کا تو یہی طریقہ ہے نا کہ ہم تو جانتے نہیں معنی کیا ہے) تو پھر ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ یا تو سلف کا واپس وہی لے لو معنی یا پھر ان کی بات سنو جو اہل فلاسفہ ہیں۔ تو اہل التفویض دونوں طرف سے مار کھا گئے ! (سبحان اللہ)۔

سوال: اہل التفویض نے خالی جگہ چھوڑ دی ہے ؟

جواب: وہی نا ! وہ پُر تو ہو گی نا خالی جگہ (بارک اللہ فیک)، جب معنی کا پتہ ہی نہیں ہے کیا ہے کوئی تو پُر کرے گا پھر ! تم نے سلف کا معنی بھی چھوڑ دیا ہے، اہل التعطیل کا معنی بھی چھوڑ دیا ہے اور کہتے ہیں خالی چھوڑ دو اس کو۔ خالی تو کوئی جگہ بچتی نہیں ہے تو ظاہر ہے وہ فل (Fill) تو ہو گی۔ پُر کون کرے گا ؟ آگے پھر یہی اہل فلاسفہ، اہل منطق اور یہ سارے مل کر انہوں نے اپنی مرضی کی ہے۔

تو اس طریقے سے بہت ہی شَر کے دروازے کھلے ہیں اور اس لیے ایک بہت ہی یعنی ایک جھوٹی عبارت اور جملہ آیا ہے کہ "طريقة السلف أسلم وطريقة الخلف أعلم وأحكم"، اور خطرناک بات سنیں ذرا !

ان فلسفے والوں سے ایک عجیب سا جملہ آیا ہے اہل التفویض کی وجہ سے "طريقة السلف أسلم وطريقة الخلف أعلم وأحكم"۔ خلف سے مراد کون ہیں ؟ یہ اہل فلسفہ ہیں۔ کہ سلف کے طریقے میں سلامتی ہے اس میں تو ٹھیک ہے لیکن جو خلف بعد میں آئے ہیں نئی باتیں کرنے والے جو ہیں یہ أعلم و أحکم ہیں (ان میں زیادہ علم زیادہ حکمت ہے (سبحان اللہ))۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "هذه قالها بعض الأغبياء" (یہ جملہ جو ہے بعض بے وقوفوں نے کہا ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وهو صحيح، أن القائل غبي" (یہ بات صحیح ہے کہ کہنے والا بے وقوف ہے)۔ وہ کیسے ؟یہ بات جو ہے یہ جملہ جو ہے سب سے جھوٹا جملہ ہے "نطقاً ومدلولاً"۔ وہ کیسے؟ کہ کس طریقے سے یہ طریقہ جو ہے ان کا (خلف کا) أعلم و أحکم ہے اور سلف کا طریقہ أسلم ہے اور سلامتی والا ہے ؟! یعنی سب سے زیادہ سلامتی سلف کے طریقے میں ہے اور سب سے زیادہ حکمت اور علم جو ہے (علم اور حکمت جو ہے) وہ خلف کے طریقے میں ہے کیونکہ سلامتی تو ہو ہی نہیں سکتی علم اور حکمت کے بغیر کیا ممکن ہے کبھی ہو سکتی ہے ؟! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ جو صحیح راستہ نہیں جانتا تو پھر وہ امن وامان میں بھی نہیں رہ سکتا۔

سلامتی کے لیے صحیح راستہ ہونا چاہیے نا جب سلامتی کا راستہ اختیار کریں گے تب آپ سلامتی پائیں گے نا، جب آپ کو پتہ ہی نہیں ہے راستے کا تو پھر آپ سلامتی کی بات بھی نہیں کر سکتے، اور جو راستہ نہیں جانتا اس کے پاس علم نہیں ہے اور اگر اس کے پاس علم اور حکمت ہوتی تو وہ سلامتی کا راستہ اختیار کر چکا ہوتا "فلا سلامة إلا بعلم وحكمة" (قاعدہ یہ ہے کہ سلامتی علم اور حکمت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے)۔

اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ "إن طريقة السلف أسلم، لزم أن تقول: هي أعلم وأحكم وإلا لكنت متناقضاً" (یہ لازم اور ملزوم ہے اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ بے شک سلف کا طریقہ جو ہے وہ أسلم ہے زیادہ سلامتی والا ہے (سب سے سلامتی والا راستہ ہے) تو پھر آپ پر لازم ہے کہ آپ یہ بھی کہیں کہ یہ راستہ جو ہے أعلم اور أحکم بھی ہے (سب سے زیادہ علم اور حکمت والا بھی ہے) اور اگر آپ یہ نہیں کہتے تو پھر تناقض لازم آتا ہے)۔

کانٹرڈکشن (Contradiction) ہے بات میں نا کیونکہ علم اور حکمت کے بغیر سلامتی ممکن ہی نہیں ہے، جب سلف کے راستے میں علم اور حکمت نہیں ہے یا کمی ہے تو پھر سلامتی کا امکان ہی نہیں ہے۔ تو جب آپ نے یہ بات مان لی ہے کہ سلف کے راستے میں ہی سلامتی ہے تو پھر آپ کو یہ ماننا ہی پڑے گا کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں کہ اسی راستے میں علم اور حکمت بھی ہے۔

تو صحیح عبارت کیا ہے؟ شیخ ابن عثیمین رحمہ فرماتے ہیں "طريقة السلف أسلم وأعلم وأحكم"، یہ بات طے شدہ ہے اور معلوم ہے۔

طریقۃ الخلف جس کی یہ بات کرتے ہیں اُن کے بارے میں دیکھیں انہوں نے خود کس چیز کا اقرار کیا ہے؟ عجب ہے واللہ دیکھیں اس کے باوجود بھی یہ لوگ کیسے یعنی دھوکے کا شکار ہیں!

"وطريقة الخلف ما قاله القائل" اُن میں سے کسی نے کہا:

لعمري لقد طفت المعاهد كلها ، وسيرت طرفي بين تلك المعالم

فلم أرد إلا واضعا كف حائر، على ذقن أو قارعاً سنّ نادِمِ

یہ طریقہ جس کو خلف کا طریقہ کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اُعلم و اُحکم ہے خود گواہی دے کر کہتا ہے یہ شخص جس نے اپنا وقت اسی میں گزارا ہے کہ اُس نے صرف حیران لوگوں کو دیکھا ہے (یعنی وہ کہتا ہے کہ میں بہت سارے جگہوں پر گھوما پھرا ہوں اور اپنی آنکھیں جو ہیں مختلف جگہوں پر میں نے پھیر کر دیکھا بھی ہے تو پھر مجھے صرف یہی نظر آیا ہے) یا تو "كف حائر، على ذقن" کہ یہ جو ٹھوڑی ہے یہ اس پر ہاتھ رکھ کر ایک کوئی حیران بیٹھا ہے (انسان حیران ہوتا ہے تو یوں اس طریقے سے بیٹھ جاتا ہے حیران اور پریشان پتہ نہیں ہے کہ اس نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کر رہا ہے)، یا دوسرا جو ہے "قارعاً سنّ نادِمِ" کہ ندامت کے دانت جیسے پکڑ کر بیٹھتا ہے نا ایسے (جب ندامت ہو تو یوں پکڑ کر بیٹھتے ہیں بعض لوگ)۔

یا یوں بیٹھے ہیں یا ندامت کا شکار ہیں، یا حیرانگی اور پریشانی کا شکار ہیں! (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهذا ليس عنده علم" تو ان کے پاس نہ علم ہے اور نہ ہی حکمت ہے، علم اور حکمت ہوتی تو پھر نہ پریشان ہوتے نہ حیران ہوتے اور نہ ہی ان کو ندامت ہوتی۔

رازی جو اِن کے بڑوں میں سے ہیں یعنی یہ فلسفہ کہاں سے آیا؟ یہ لوگ فلسفہ پڑھ کر تو یہ پھر معتزلہ سے لے کر یہ جہمیوں سے لے کر وہاں سے لے کر آہستہ آہستہ یہ مصیبت بڑھتی گئی، علم اور فلسفے کو اس میں شامل کر دیا شریعت میں، پھر جہمی گمراہ ہوئے، معتزلہ نے زیادہ اس کو پکڑا ہے اور وہ گمراہ ہوئے، پھر عقل کو نقل پر مقدم کرتے کرتے پھر وہ راہ راست سے الگ ہو گئے، پھر کُلّابیہ آئے، پھر اُشاعرہ پھر ماترید یہ آئے اس طریقے سے۔ تو یہ وجہ کیا تھی؟ یہی وجہ سے ہے۔

اُن میں سے رازی دیکھو کیا کہتا ہے جو اُشاعرہ کے بہت بڑے اماموں میں سے گزارا ہے، کہتا ہے:

نهاية إقدام العقول عقال ، وأكثر سعي العالمين ضلال
وأرواحنا في وحشة من جسومنا، وغاية دنيانا أذى ووبال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا، سوى أن جمعنا فيه قيل وقالوا

زندگی ساری صرف قیل و قالوا جمع کرتے رہے! (سبحان اللہ)۔

دیکھیں نا کہتا ہے، عقل کو آگے کرنے کی جو ایک بہت بڑی مصیبت ہوئی ہے عقل اور عقال کہ جب آپ عقل کو چھوڑ دیتے ہیں بے حد کے توان کو حد لگ ہی جاتی ہے یہ اس کی انتہا ہے، اور دنیا والوں کی اکثریت گمراہ ہو چکی ہے جو عقل کو آگے کرتے ہیں شریعت کے (سبحان اللہ)، اور ہماری روحیں جو ہیں ہمارے جسموں سے وحشت میں ہیں، اور ہماری دنیا کی جو غایت ہے وہ اذیت اور وبال میں ہے (یعنی زندگی کا کوئی فائدہ ہمیں ملا نہیں ہے صرف وقت ضائع کرتے رہے!)، اور ہماری بحث میں زندگی ساری ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا سوائے ہم نے جمع کیا قیل و قالوا۔ ((یہ خود گواہی دے رہے ہیں!))۔

اس سے بڑھ کر دیکھیں "ثم يقول" (رازی پھر کہتا ہے) "لقد تأملت الطرق الكلامية والمناهج الفلسفية" (میں نے بڑے تامل سے جو اہل کلام کے طرق ہیں اور جو فلسفی مناہج ہیں بڑے غور و فکر سے اور بڑے تامل سے اُن کو دیکھا ہے) "فما رأيتها تشفي عليلاً ولا تروي غليلاً" (نہ تو کسی بیمار کو شفاء دیتے ہیں نہ ہی کسی پیاسے کی پیاس کو بجھا سکتے ہیں) "ووجدت أقرب الطرق طريقة القرآن" (سب سے قریب ترین طریقہ جو حق ہے میں نے دیکھا قرآن مجید کا طریقہ ہے) "أقرأ في الإثبات" (اسماء و صفات کے باب میں اثبات میں ثابت قدمی سے یہ پڑھیں) ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (طہ:5) ﴿اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ إلی آخر الآیۃ (فاطر:10) ﴿وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِهٖ عِلۡمًا﴾ (طہ:110) إلی آخر الآیۃ، "ومن جرب مثل تجربتي" (جس نے میرا تجربہ کیا ہے) "عرف مثل معرفتي" (تو اسے وہ معرفت ہوئی جیسے کہ مجھے معرفت ہوئی ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کیا ان کے بارے میں ہم کہیں کہ ان کا طریقہ أعلم و أحکم ہے جو یہ خود گواہیاں دے رہے ہیں؟!

زندگی ساری گزارنے کے بعد اور فلسفے کو یعنی فلسفے کو اور عقل کو منطق کو آگے کرتے ہوئے زندگی ساری شریعت کے نصوص پر (قرآن اور سنت پر) ان کی انتہا کہاں پر ہوئی؟ کہ وہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ اُن کی جو عقلیں تھیں وہ غلط تھیں! (عقل کو بے لگام چھوڑ دینے سے ہلاکت لازم آتی ہے اور وقت ضائع ہوتا ہے اور دین سے دوری کا باعث ہوتا ہے!)۔

اور آخر میں یہ بھی کہا ہے کہ ''إني أتمنى أن أموت على عقيدة عجائز، نيسابور'' (رازی کہتا ہے کہ میں تمنا کرتا ہوں میری موت جو ہے نیساپور کی بوڑھیوں کے عقیدے پر ہو)۔

نیساپور کی بوڑھیوں کا کیا عقیدہ ہے؟ فطرت پر ہیں جو سلف کا عقیدہ ہے کہ اسماء وصفات کے باب میں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اسے من وعن سے تسلیم کرنا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟ کہ ہر وہ نام اور صفت جو قرآن مجید اور صحیح حدیث میں بیان ہوئی ہیں اُن سب پر ہمارا ایمان ہے بغیر تحریف کے، بغیر تعطیل کے، بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر تشبیہ اور مثلیت بیان کرنے کے۔ یہی ہے نا؟

نیساپور کی بوڑھیوں کا کیا عقیدہ ہے اس باب میں یہی ہے کہ نہیں؟ ورنہ جو زندگی ساری یہی عقیدہ پڑھاتے رہے اور پڑھتے رہے ہیں اس سے تو خود دستبردار اور توبہ کر رہے ہیں، وہ کہتے میں میں تمنا کرتا ہوں "کہ جب مجھے موت آئے تو نیساپور کی بوڑھیوں کے عقیدے پر موت آئے" (سبحان اللہ)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، نیساپور کی جو بوڑھیاں ہیں وہ عوام الناس میں سے ہیں اور یہ تمنا کر رہا ہے کہ میں عوام الناس جو اُمی ہیں اور اُمی عورتیں (ایک اُمی مرد بھی ہوتے ہیں، اُمی عورتیں وہ بھی بوڑھیاں) جو بڑھاپے کا شکار ہیں جن کے پاس کوئی علم نہیں ہے، یعنی اُمی ہیں پڑھ لکھ نہیں سکتیں لیکن فطرت پر اپنے عقیدے پر قائم ہیں (سبحان اللہ)۔ تو کیا ان کے بارے میں کہا جائے کہ یہ أعلم وأحکم ہیں؟! ''أين العلم الذي عندهم ؟!'' (کہاں ہے وہ علم جو اُن کے پاس تھا؟! (سبحان اللہ))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، تو اس سے یہ بات واضح ہوئی (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ طریقۃ التفویض جو ہے یہ بہت ہی غلط طریقہ ہے کیونکہ تین مفاسد اس طریقے میں شامل ہیں" تکذیب القرآن، وتجھیل الرسول، واستطالۃ الفلاسفۃ!"، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سلف کا طریقہ تفویض کا ہے انہوں نے سلف پر جھوٹ باندھا ہے کیونکہ جو سلف کا طریقہ ہے یا سلف جو ہیں وہ لفظ اور معنی کو ثابت کرتے ہیں اور اس کا اقرار بھی کرتے ہیں، اُس کی شرح بھی کرتے ہیں بہترین طریقے سے۔

دیکھیں ہم کون سی کتاب پڑھ رہے ہیں؟ عقیدۃ الواسطیۃ پڑھ رہے ہیں اور اسماء وصفات کے باب میں اب یہ اس کتاب کا دو تہائی حصے سے زیادہ جو ہے وہ اسماء وصفات کے باب میں ہے تفصیل (سبحان اللہ)۔

تو اہل سنت والجماعت ہمیشہ جو ہیں وہ تفصیل سے بات کرتے ہیں اور اس موضوع کا حق جو ہے وہ حق ادا کرتے ہیں جیسا کہ اُس کا حق ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ تحریف اور تعطیل سے کام نہیں لیتے اور جو نصوص کا معنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے وہی معنی لیتے ہیں ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف:54) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس کا معنی ہے "علا علیہ ولیس معناہ: استولی" (کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے عرش پر بلند ہوا، اور معنی استولیٰ کا ہے ہی نہیں) جیسا کہ معتزلہ اسولی کہتے ہیں یعنی قابض ہوا جیسا کہ پچھلے درس میں میں نے بیان کیا تھا)، اور ہاتھ سے مراد وہ حقیقی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اس سے مراد قوت اور نعمت نہیں ہے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے باب میں جب ہم بات کرتے ہیں "ہاتھ" لغت میں ہاتھ قدرت کے لیے استعمال بھی ہوا ہے لیکن ہم لغت کی بات نہیں کر رہے ہم اللہ تعالیٰ کی صفت کی بات کر رہے ہیں، تو صفت کی جب آتی ہے تو صحیح جو معنی ہے ہاتھ کا وہی ہے نا کہ جو دوسرا دور کا معنی ہے عربی لغت میں وہ معنی لازم آتا ہے۔

جو معنی ہے کون سا لفظ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے باب میں جب ہم ہاتھ کا ذکر کرتے ہیں؟ جو صحیح معنی حقیقی معنی ہاتھ کا ہے۔

"فلا تحريف عندهم ولا تعطيل" (اہل سنت والجماعت کے پاس نہ تحریف ہے اور نہ ہی تعطیل ہے)۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاء اللہ تکییف سے یہاں پر رکتے ہیں اور یہیں سے درس کا آغاز کریں گے، پچھلے درس میں تحریف کے تعلق سے بات کی تھی آج کے درس میں تعطیل کے تعلق سے بات کی ہے، ان شاء اللہ اگلے درس میں تکییف اور تمثیل کے تعلق سے بات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آسانیاں فرمائے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (13.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔